OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u16.204-220

سندھ میں رائج رسوماتِ ولادت کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقاتی مطالعہ

A Research Article on Birth Rituals of Sindh in The Teaching of Islam

Muhammad Ali Shaikh
Lecturer Islamic Studies, Department of BSRS (Basic sciences & Related Studies)
The Shaikh Ayaz Universty Shikarpur,Sindh

Dr. Muhammad Aslam Rajpar
Government Degree College, Thari Mirwah, Khairpur Mirs, Sindh.

Received on: 19-01-2022 Accepted on: 22-02-2022

Abstract:

Ever since Allah, the Exalted, bestowed upon man the blessings and sent him down to earth, happiness and sorrow have been his destiny. Man has to live in this soil for a certain period of time. Life is dependent on various requirements. Due to change in circumstances, change in lifestyle is also a part of nature. It is a great blessing for a person to fulfil all the requirements of his borrowing, and this action also implies that obedience to one's Lord is real freedom. Instead of worshiping and meditation, the trend towards rituals and customs has reached a very sensitive and dangerous level. Considering onc'e rituals that it is not uncommon to wake up at night. Now there is a dire need to change the course of events and the mood of your thinking. It is important that our religion has perfect guidance for all aspects of life and hereafter. As Muslims, we must remember that we have such restrictions and we have boundaries set by the Allah Almighty, the observance of which is the requirement of servitude. This is not the case with a person who, after reciting the Qur'an, should follow Allah and His Messenger forever. If this is our faith that Islam is the comprehensive and ultimate religion then why we are following such rituals which are totally against the Quran and Sunnah.

Keywords: Bestowed, Destiny, Rituals, Circumstances, Restrictions, Meditation, Comprehensive.

شریعت اسلامی نے ایک مسلمان کے لیے پیدائش سے لیکر موت تک اس کے انتظامات کیے ہیں اور ایسا ماحول بنانے کی کوشش کی ہے کہ جس میں مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کر سکے بلکہ زندگی کی ہر منزل میں اسے یاد رہے کہ ہم ایک الگ امت ہیں۔

ہم ملت ابراہیمی اور امت محمدیﷺ کے فرد اور ایک مخصوص شریعت اور آئین اور مسلک زندگی کے پیروکار اور خدا کے وفادار بندے ہیں۔ ہماری زندگی بھی اس آئین اور مسلک کی وفاداری میں گزرے اور جب موت آئے تو اس دین وملت پر آئے۔

ہمارے معاشرے (سندھی معاشرے) میں بچوں کی پیدائش کے موقع پر متعدد رسومات ادا کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ رسومات علاقائی کلچر

کا حصہ ہوتی ہیں اور کچھ رسومات کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔اور اگر شریعت کی نظر سے غور کیا جائے تو اس میں زیادہ تر کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ توہم پرستی کا شکار ہو کر ان کو مذہب کا رنگ دیا جاتا ہے۔

دراصل سندھی معاشرے میں ولادت کی رسومات تو بہت ہیں لیکن ہم یہاں پر ان مشہور رسومات کو ذکر کریں گے جو مذہبی ہوں یا جن کا مذہب کے ساتھ بالکل قریبی تعلق ہو۔ ولادت کی مشہور رسومات جس کو ہم یہاں پر بیان کر رہے ہیں ان میں سے کچھ ایسی بھی رسومات ہیں جو سندھی معاشرے تک محدود نہیں ہیں بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی وہ رسومات پائی جاتی ہیں۔

سندھی معاشرے میں اگر کسی کو اولاد نہیں ہوتی یا زندہ نہیں رہتی (پیٹ میں مر جاتی ہے یا پیدا ہونے کے بعد مر جاتی ہے) تو مختلف قسموں کی رسومات ادا کی جاتی ہیں اور بڑے حیلے بہانے بھی کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں یا شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں-اور پھر ایسی رسومات کو مذہب کا نام دے کر اس خاندان والے سختی سے عمل کرتے ہیں اور آگے جا کر وہ ایک توہمات کی زنجیروں میں جکڑ جاتے ہیں جن سے ان کا نکلنا تقریباً نا ممکن ہوتا ہے۔

تو لہذا ہم یہاں پر ایسی رسومات کی قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیق کریں گے اور غلط رسومات کو دلائل کی روشنی میں الگ کریں گے تاکہ لوگ دین پر صحیح طریقے سے عمل کر سکیں اور نام نہاد رسومات، تخیلات اور توہمات سے چھٹکارا پا کر اپنی زندگی کو آسان بنائیں۔

رسوم کی معنیٰ:

رسوم عربی زبان کا لفظ ہے۔رسم کی جمع ہے اس کے لغوی معنی نقش، نشان یا تحریر کے ہیں۔

لسان العرب میں رسم کی معنی اس طرح بیان کی گئی ہے

"الرسم الاثر وقيل بقية الاثر"[1]

یعنی بقایہ نشان کو رسم کہا جاتا ہے۔

"رسم الدار: ما كان من أثارها لاصقا بالارض"[2]

جس کے آثار زمین سے ملے ہوئے ہوں اسے کہا جاتا ہے رسم الدار یعنی گھر کے نشانات۔

"الرو اسم :كتب كانت في الجاهلية"[3]

جاہلیت کی لکھی گئی تحریریں۔

"رسمت الناقة ترسم رسيما، اثرت في الارض من شده وطنها"[4]

جب اونٹنی اپنے روندھنے کی وجہ سے زمین پر نشانات چھوڑ دے تو اس وقت رسمت الناقۃ کہا جاتا ہے۔

"رسم کی مجازی معنی دستور، قانون یا رواج کے ہیں"[5]

تمدن ہند کے مصنف "ڈاکٹر گستاؤلی بان" رسم کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"رسم وہ چیز ہے جو ہر ملک کی خاص حالت اور قدیم اعتقادات کی بناء پر بزور زمانہ قائم ہو جاتی ہے اور اس میں درجہ استحکام ہوتا ہے کہ وہ کسی بادشاہ کے حکم یا کسی جماعت کے غلبہ آراء سے ایک دن میں مٹ نہیں سکتی"۔[6]

بچہ پیدا ہونے سے پہلے کی رسومات:

منت ماننا/کسی پیر کی منت ماننا:

جن عورتوں کو بچہ نہیں ہوتا تو وہ کسی نہ کسی پیر کی منت مانتی ہیں اور وہ عورتیں منت مانتے وقت کہتی ہیں "پیر بیٹا دے یا خدا اسے دلادے تو نزکانز دینگے"۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنبہ یا بھینسا دینگیں اور کچھ عورتیں بچے کی جھنڈ، چوٹی یا دنبے کی منت مانتی ہیں اور وہ پیر کے حوالے کر دیتی ہیں۔

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے (پیدا ہونے کے بعد ہی مر جاتے ہیں) یا جن کو بڑے عرصے کے بعد بچے پیٹ میں ہوتے ہیں تو وہ بھی کسی پیر کی منت مانتی ہیں اور پیٹ میں بچے کے آنے کے پانچ ماہ بعد وہ عورتیں چُوری بنا کر کسی نزدیکی پیر پر دیتی ہیں یا کچھ عورتیں پڑوس کی مسجد میں دیتی ہیں۔اور کچھ عورتیں کسی پیر یا ولی کے نام پر (کنی) دیتی ہیں یعنی چاول کی دیگ دیتی ہیں ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسے کرنے سے ہمارے بچے محفوظ رہیں گے اور صحیح سلامت پیدا ہوں گے۔[7]

جھنڈ کی منت ماننا:

کچھ عورتیں یہ منت مانتی ہیں کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو فلاں پیر پر جا کر جھنڈ اتر وائینگیں۔"جھنڈ" کہتے ہیں کہ پورے سر کے بال منڈوا کر سر کے آگے والے حصے پر ایک چُگ، چوٹی چھوڑی جائے۔

اکثر طور پر پہلے بیٹے کی جھنڈ کی منت مانی جاتی ہے۔یہ منت پیدا ہونے والے بیٹے کے قریبی رشتہ دار جیسے ماں، نانی یا خالہ وغیرہ مانتی ہیں۔

اگر کسی عورت کو اولاد نہیں ہوتی تو اس کی ماں یا ساس کسی پیر پر جا کر بچے کی جھنڈ کی منت مانتی ہیں اور کہتی ہیں "مجھے بخشا ہوا بیٹا (پوتا یا نواسہ) دے تو میں تم پر آکر (پوتے یا نواسے) کی جھنڈ اتر واؤنگی۔

چادر چاڑھنا:

بچہ پیدا ہونے کی مراد پوری ہونے کے بعد کسی ولی کی درگاہ پر جا کر زیارت کی جاتی ہے اور اس ولی یا پیر کی مزار پر چادر بھی ڈالی جاتی ہے۔چادر کے لیئے پانچ یا چھ ہاتھ کا کپڑا مزار پر چاڑھنے کے لیے خود لے آتے ہیں، سہرے گاتے ہیں، چُوری یا مٹھائی بھی تقسیم کرتے ہیں۔اگر کوئی جانور کی منت مانتا ہے تو اس کو وہاں پیر پر ذبح کر کے دیگیں پکائی جاتی ہیں پھر وہ دیگیں ساتھ آئے ہوئے لوگوں اور درگاہ پر رہنے والے مجاوروں اور عام لوگوں کو کھلائی جاتی ہیں۔[8]

دراصل اسلام میں غیر اللہ (اللہ تعالی کے علاوہ دوسرے کے نام) کی منت ماننا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی نے غیر اللہ کے لئے نذر مانی تو ان کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا پورا کرنا بڑا گناہ ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ کسی بھی پیر کی نذر ماننے سے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے اور یہ پیر، بزرگ ہمیں اولاد دیتے ہیں، ہمارے کاموں کو پورا کرتے ہیں وغیرہ تو اس قسم کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

" ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ "[9]

(بیشک اللہ تعالیٰ ہی سچ ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ باطل ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بلند اور بڑا ہے۔)

" وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ "[10]

(اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ خود کی مدد کر سکتے ہیں۔)

" يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۔۔الخ "[11]

(وہ (اللہ تعالیٰ) پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا اور (اولاد) بھی وہ دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔)

" إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ " [12]

(بیشک اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو تم دعا کے لئے پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، چاہے اس کام کے لئے سب کے سب اکٹھے ہو جائیں، اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ ایسی دعا مانگنے والا بھی بودا اور جس سے دعا مانگی جا رہی ہے وہ بھی۔)

" وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ "[13]

(اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو وہ پکارتے ہو وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔)

"اعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام، و ما يؤخذ من الدراهموالشموع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم، وبالاجماع باطل و حرام "[14]

بچہ پیدا ہونے کے بعد کی رسومات:

ویئم:

یہ رسم سندھی معاشرے کے ساتھ ساتھ دوسرے معاشروں میں بھی رائج ہے کہ عورت کا پہلا ویئم ہمیشہ عورت کے گھر والے کراتے ہیں۔ سندھی معاشرے میں عورت کے ہاتھ پاؤں اترنے کو ویئم کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ عورت کے ویئم کے متعلق بتاتے ہیں:

"ویئم میں تکلیف، سختی عورت کے لیے سکرات کی طرح سمجھی جاتی ہے، کبھی کبھی ویئم میں سخت تکلیف ہونے کی وجہ سے عورتیں مر بھی جاتی ہیں،اس لیے عورتیں ایسے سخت ویئم سے بچنے کے لئے کچھ حیلے کرتی ہیں"۔[15]

ویئم کی سختی،تکلیف سے بچنے کے لئے عورتیں جو حیلے کرتی ہیں ان میں سے کچھ حیلے یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

1۔ عورتوں کے ہاتھ پاؤں اترنے (ویئم) کے وقت اگر زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو وہ کوئی سانس والی چیز یعنی بکری، بچھڑا وغیرہ ذبح کرکے خیرات کرتی ہیں اور دایا اس جانور کا بہتا ہوا خون پہلے گھر کے دروازے پر لگاتی ہے پھر ویئم کرنے والی عورت کی پیشانی پر لگاتی ہے اور کہتی ہے "کل پیراں داخیر ہو، ہم خیر کے طالب ہیں جیسے تم نے بیٹا دیا ہے ایسے تو خیر کر بچے اور اس کی ماں پر۔

2- جس گھر میں ویئم ہوتا ہے وہاں دایا اس گھر کے تمام کونوں میں سیاہ مرچ پھینک دیتی ہے اور دروازے کے سامنے بھی ایک چھوٹی سی کھائی کھود دیتی ہے اور اس میں پانی ڈال کر تھوڑے سیاہ مرچ وہاں بھی پھینکتی ہے۔

3۔ گھر کے تمام تالے کھولے جاتے ہیں۔

4۔ویئم کرنے والی عورت کے ہاتھ سے انگوٹھی، چھلا وغیرہ اتارا جاتا ہے۔

5۔نقصان سے بچنے کے لیے ویئم کرنے والی عورت کی خبر دوسری حاملہ عورت کو نہیں دی جاتی ہے۔

6۔اگر ویئم کرنے والی عورت کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو اس کو کسی دوسرے کے گھر میں لے جاتے ہیں۔

7۔ویئم کرنے والی عورت پر دوسری عورتیں سورہ مریم کا ورد کرتی ہیں اور پانی پر دم کرکے وہ بھی پلاتی ہیں۔

8۔عورت کی ران پر نقش باندھا جاتا ہے، عورت کی چوٹی کی گانٹھ بھی کھول دی جاتی ہے تاکہ ویئم کرنے میں آسانی ہو۔

9۔کچھ عورتیں ویئم کرنے والی عورت کے پاس لوہے کا کوئی اوزار یا ہتھیار رکھ دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ایسا کرنے سے جن، بھوت وغیرہ کے اثر سے وہ محفوظ رہے گی۔

عورت کے ویئم کے وقت دایا بادشاہ پیر اور بیبی کی منت مانگی، پھر اپنے دوپٹے کی گرہ لگائیگی اور ویئم کرائیگی۔ بادشاہ پیر اور بیبی کے لئے میٹھی موٹی روٹی کی منت مانگی، جس کو "روٹ" کہا جاتا ہے-اس روٹ پکانے کے لیے پہلے کنواری لڑکیاں آٹا پیسینگیں،ان لڑکیوں کے پاس کوئی بھی مرد نہیں جائے گا اور نہ ہی اس روٹ پر کسی مرد کی نظر پڑے گی، روٹی پکا کر گھی اور چینی ڈال کر کٹی بنائینگیں۔ پھر وضوء کرکے ایک کونے میں حلقہ بنا کر گھٹنے گھٹنے سے ملا کر بی بی صاحبہ کو ختمہ دینگیں۔[16]

10۔ویئم کرنے کے بعد چھ دنوں تک اس عورت کو اکیلا نہیں چھوڑا جاتا، گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اس کے ساتھ ہوتا ہے۔اور ویئم کرنے کے بعد چھ دنوں تک کے وقت کو سندھی زبان میں "چھلہ" کیا کہا جاتا ہے۔

یہ وہ رسومات ہیں جو مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں، چنانچہ ایسی رسومات توہمات اور خیالات پر مبنی ہوتی ہیں جن کا شریعت کے اندر دور دور

تک کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

رسمِ گود بھرائی:

جس عورت کو پہلا بچہ ہونے والا ہوتا ہے اسے اس کے ماں باپ کے گھر ساتویں یا نویں مہینے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جب بھیجنے کا دن آتا ہے اس میں ایک رسم گود بھرائی ادا کی جاتی ہے۔ جس میں خاندان والے لڑکے کے گھر اکٹھے ہوتے ہیں، کھانے کا انتظام ہوتا ہے، عورت کی گود میں سات قسم کے پھل ڈالے جاتے ہیں جس کے سبب اس رسم کو "رسمِ گود بھرائی" کہا جاتا ہے یعنی سات پھلوں سے اس کی گود بھر دینا۔ بعد میں یہ پھل عورتوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔[17]

یہ رسم سندھ کے علاوہ دوسرے علاقے کے لوگوں کے درمیان بھی رائج ہے اور سندھ کے بڑے شہروں میں یہ رسم اکثر پائی جاتی ہے اس لئے کہ بڑے شہر کے لوگوں نے دوسرے قبیلوں میں شادیاں کرنے کی وجہ سے کچھ رسموں کو اختیار کر لیا ہے جن میں سے یہ بھی ایک ہے البتہ چھوٹے شہروں میں یہ رسم اتنی زیادہ مشہور نہیں ہے۔

حمل کے ساتویں ماہ یہ رسم "رسم گود بھرائی" کی جاتی ہے، جس میں حمل والی عورت کو نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ اور اس کی گود میں سات قسموں کے مختلف پھل رکھے جاتے ہیں اور خاندان والے قریبی رشتہ دار آپس میں اکٹھے ہوتے ہیں گویا یہ ایک دعوت کا سماں ہوتا ہے۔ تو اس قسم کا عقیدہ رکھنا کہ اس طرح نہ کرنے سے گھر میں کوئی بیماری ہو گی یا بچہ صحیح پیدا نہیں ہو گا تو یہ محض باطل رسم ہے، ٹونہ ٹوٹکا اور ہندوانی رسم ہے اور کسی بھی مسلمان کے لیے ایسی رسم کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے۔[18]

بچے کے کان میں اذان واقامت دینا:

جب بچہ پیدا ہو تو اس کو نہلا کر، دہلا کر اور کپڑے پہنا کر سب سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان کہی جاتی ہے اور بائیں کان میں اقامت یعنی تکبیر کہی جاتی ہے۔

عام طور پر یہ رسم گھر کا کوئی عمر رسیدہ آدمی کرتا ہے اور اگر وہ پڑھا لکھا نہیں ہے یا بڑا آدمی کوئی نہیں ہے تو پھر جو پڑھے لکھے ہیں (جن کو اذان دینے کے قابل سمجھتے ہیں) اسے دلواتے ہیں، ورنہ مسجد یا مدرسہ کے بڑے بزرگ عالم دین سے یہ رسم ادا کرائی جاتی ہے۔ اور اذان اور اقامت کے بعد وہ اس بچے یا بچی کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔

شرعی لحاظ سے بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہنا مستحب ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

"عن ابي رافع قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن في اذن الحسن بن علي حين ولدت فاطمة بالصلاة"[19]

(حضرت ابو رافع سے روایت ہے کے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی جب حضرت فاطمہ کو پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ نے

اس کے کان میں نماز والی اذان دی)

اذان کے ساتھ بچے کے کان میں شیطان سے حفاظت کے لیے یہ آیت پڑھنا بھی مستحب ہے۔

"اني اعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم "[20]

(میں آپ سے اس کے لئے (بچے کے لیے) اور اس کی نسلوں کے لئے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں۔)

پیدائش کے بعد بچے کے کان میں اذان واقامت کے کلمات کہنے کی کئی حکمتیں ہیں۔

کلماتِ اذان سے شیطان دفع ہوتا ہے اور بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

اذان واقامت کے کلمات خالص توحید پر مبنی ہیں اور اسلام کے سب سے اہم رکن نماز کی دعوت پر مشتمل ہیں، تو اس دنیا میں آنے کے بعد بچے کو یہ کلمات سنانا دراصل اس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان و عمل کے جذبات کو موثر بنانا ہوتا ہے۔[21]

اور یہ ایک مسلم اور غیر مسلم بچے کی پہچان کی علامت بھی ہے۔

تحنیک (گھٹی):

گھٹی کا مطلب ہے عادت، طبیعت، خصلت۔

تحنیک کہتے ہیں بچے کی پیدائش کے بعد کسی نیک شخص سے کھجور چبوا کر اس کا شیرا یا کوئی میٹھی چیز مثلاً شہد، چھوارہ یا کوئی میٹھی چیز چبوا کر بچے کے تالو سے لگانا، چٹانا- اور اس نیک بندے سے بچے کے لیے دعا کرائی جائے۔

دراصل پہلی غذا کا بچے پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے اس لیے یہ کام (تحنیک) سب سے پہلے کرائی جاتی ہے تاکہ بچے کے منہ میں مقبول الہی کا لعاب اور شیرینی سب سے پہلے پہنچے۔

تحنیک (گھٹی) کا طریقہ یہ ہے کہ بچے یا بچی کے پیدا ہونے کے بعد اس خاندان یا معاشرے کا کوئی بزرگ آدمی کوئی میٹھی چیز اپنے منہ میں چبا کر بچے کے تالو سے لگادے اور بچے کے لئے خیر و برکت کی دعا کرے۔

یہ رسم دوسری قوموں میں تو مشہور ہے البتہ شہروں میں رہنے والے پڑھے لکھے لوگوں میں عام ہے باقی سندھ کے دیہاتوں میں یہ رسم بہت نادر ہے۔

شرعی حوالے سے یہ عمل (تحنیک کرنا) مسنون ہے بہت احادیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام اپنے نومولود بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر تحنیک کرایا کرتے تھے۔

"عن عائشه ان رسول الله صلى عليه وسلم كان يوتى بالصبيان فيبرک عليهم و يحنكهم۔ "[22]

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی تحنیک کیا کرتے تھے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا بھی کرتے تھے۔)

عقیقہ / رسمِ چھٹی:

بیٹے یا بیٹی کی پیدائش کے چھٹے دن بعد ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے جس کو "چھٹی" کہا جاتا ہے- بیٹا ہو یا بیٹی ہو دونوں کی چھٹی کی جاتی ہے البتہ بیٹے کی چھٹی بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

چھٹی دراصل ایک خوشی کی رسم ہے جس میں پڑوس کی عورتیں اور رشتیدار عورتیں آپس میں مل کر سہرے گاتی ہیں، کھانہ پکاتی ہیں، مٹھائی تقسیم کرتی ہیں۔

چھٹی کی کئی رسومات ادا کی جاتی ہیں جو اس طرح ہیں:

چھٹی کی رات میٹھے چاول (بھَت) پکا کر گھر کے افراد اور پڑوس سے آئی ہوئی عورتوں کو کھلایا جاتا ہے اور گاؤں کے دوسرے گھروں میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے، اور پھر چاول والے برتن سے تھوڑا زیادہ جو اناج ملتا ہے وہ دایا لیتی ہے۔

چھٹی والی رات بچے اور ماں کی چارپائی کے چاروں طرف چارپائی کی پائیوں میں کڑیاں گاڑ کر دھاگا لپیٹا جاتا ہے، پھر دھاگے کے سات پھیروں کے بعد ایک عورت آیت الکرسی پڑھ کر چارپائی پر دم کرتی ہے اور اس حیلے کرنے سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچہ اور ماں دونوں کسی نقصان سے محفوظ رہیں گے، گویا یہ ایک قسم کا کوٹ ہو گیا۔

عام لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بچے کی ولادت کے چھٹے روز "بی بی چھٹی یا مائی چھٹی" آکر بچے کی عمر اور قسمت لکھتی ہے۔ اس موقع پر بچے کو نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، ہاتھ پاؤں میں دھاگے باندھے جاتے ہیں، ہاتھ کی کلائی میں گانو (ایک دھاگا) باندھتے ہیں، گلے میں چاندی، چھلہ اور منیا کا ہار ڈالتے ہیں، پھر ڈھکنی میں دودھ بھر کر بچے کے سرہانے پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں "نصیبوں والی مائی اچھا نصیب لکھنا"۔

کچھ قوموں میں یہ رواج ہے کہ اس موقع پر بچے اور ماں پر صلوۃ اور آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے اس لئے کہ "چھٹی بی بی" راضی ہو جائے اور اچھی قسمت لکھے- اس وقت ایک بھَت کی تھالی (چاول) کی بھر کر بچے کے سرہانے پر رکھتے ہیں اور صبح کو وہ کنویں میں پھینکتے ہیں۔ اور دوسرے دن چھٹی بیبی کو ختمہ بخشایا جاتا ہے۔

کچھ لوگ بچے کو اناج کے ساتھ تول کر وہ اناج خیرات کر دیتے ہیں۔[23]

آج کل کہیں کہیں ان رسوم میں کچھ جدت آئی ہے کہ کچھ لوگ اس وقت ایک دوسرے کو مٹھائی بھیجتے ہیں، پھر اس کے بدلے تحائف کی صورت میں کھلونے، نقدی رقم وغیرہ دی جاتی ہے۔

شریعتِ اسلامی میں بچے کی پیدائش پر بطور شکرانے کے جو قربانی کی جاتی ہے اسے عقیقہ کہا جاتا ہے۔

عقیقہ دراصل ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت اس کے سر پر ہوتے ہیں، تو چونکہ یہ قربانی اس وقت ہوتی ہے جب بچے کے پیدائشی بال مونڈے جاتے ہیں اسی مناسبت سے اس کو عقیقہ کہا جاتا ہے۔

"سمیت بذلك لانها تذبح حين يحلق عقيقه وهو الشعر الذي يكون على المولود حين يولد من العق وهو القطع لانه

یحلق " [24]

جمہور علمائے کرامؒ کے نزدیک بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا مستحب ہے، اور عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز کرنا چاہیے۔

اگر لڑکا ہو تو اس کے لیے دو بکرے اور لڑکی کے لیے ایک بکری ذبح کرنا بہتر ہے اور یہ بھی بہتر ہے کہ لڑکے کے لیے نر جانور اور لڑکی کے لیے مادہ جانور ذبح کیا جائے اگر اس طرح نہ بھی کیا جائے تب بھی عقیقہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

اگر کسی کو زیادہ طاقت نہیں ہے اور وہ لڑکے کے لئے ایک بکرا یا بکری ذبح کر دے یا بالکل غریب ہے اور وہ عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ عقیقہ کرنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن ام کرز قالت سمعت رسول اللہ صلی وسلم یقول عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ ولا یضرکم ذکرانا کن ام اناثا" [25]

(حضرت ام کرز سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے اور عقیقہ کے جانور کے نر یا مادہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

"عن عمر بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احبه ان ينسك عن ولده فلينسك عنه عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة" [26]

(حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ یہ (عمر بن شعیب کے دادا ہیں) سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس بچے کی طرف سے قربانی کرنا پسند کرے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کرے)۔

عقیقہ میں اصل یہ ہے کہ بچے کا والد اس کا انتظام کرے لیکن اگر ننیہال والے عقیقہ کر دیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں (حضرات حسنین رضی اللہ تعالی عنہما) کی طرف سے خود عقیقہ فرمایا تھا۔

بچے کی ولادت کے ساتویں دن سر کے بال منڈوائے جائیں پھر بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیا جائے اور بالوں کو کسی جگہ دفن کیا جائے۔

سر کے بال منڈوانے کے بعد اگر زعفران میسر ہو تو تھوڑی سی زعفران پانی میں گھول کر روئی وغیرہ سے اس کے سر پر لگا دینا چاہیے، اور اگر زعفران میسر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ عمل بہتر ہے ضروری نہیں ہے۔ اس کے بعد عقیقہ کرنا چاہیے۔

"عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال عق رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحسن بشاة وقال يا فاطمه احلقى راسه وتصدقي بوزنة شعره فضة قال فوزنته فكان وزنه درهما او بعض درهم" [27]

(حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا عقیقہ کیا تو

فرمایا! اے فاطمہ اس کا سر مونڈو اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، فرماتے ہیں ان کا وزن درہم یا درہم سے کچھ کم تھا)۔

"عن بريده قال كنا في الجاهليه اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام كنا نذبح الشاة يوم السابع ونلحق راسه ونلطخه بزعفران"[28]

(حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں جب ہمیں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو ایک بکری ذبح کرتے تھے اور اس کا خون بچے کے سر پر لگاتے تھے پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرنے لگے اور بچے کے سر کو حلق کرنے لگے اور بچے کے سر پر زعفران لگانے لگے)۔

ہمارے معاشرے میں یہ چیز بھی بڑے زور سے پائی جاتی ہے کہ بچے کے عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں باپ نہیں کھاتے اور عرف عام والے اپنے بچے کے عقیقہ کا گوشت کھانے کو معیوب اور غلط سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے، کیونکہ اس کے کھانے کے متعلق ہمارے ائمہ سے کوئی صراحت منقول نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی اس طرح کی کسی چیز کا تذکرہ نہیں ہے۔اور جب عقیقہ اس باب میں بمنزلہ اضحیہ (قربانی) کے ہے حالانکہ اضحیہ (قربانی) واجب ہے، اس کا تقاضا تھا کہ پوری قربانی کو صدقہ کرنا واجب ہوتا جس طرح کے نذر واجب میں ہوتا ہے، لیکن صاحب اضحیہ کو اپنی قربانی میں سے کھانا شرعا درست ہے تو پھر عقیقہ تو واجب ہی نہیں ہے تو اس کا کھانا کیسے غلط، غیر شرعی ہوگا لہذا عقیقہ میں سے کھانا عقیقہ کرنے والوں کے لئے بطریقہ اولی صحیح ہوگا۔[29]

جھنڈ:

بچے یا بچی کی پیدائش کے ایک ہفتے بعد اس کے سر کے بالوں کے منڈوانے کو "جھنڈ" کہتے ہیں۔ یہ بال گاوں میں کوئی خاندانی نائی آکر مونڈتا ہے، البتہ شہروں میں کسی بھی نائی سے منڈوائے جاتے ہیں۔ لیکن اکثر شہر کے لوگ اپنی تمام رسومات ادا کرنے کے لیے اپنے گاؤں ہی آتے ہیں اور وہاں وہ رسومات ادا کرتے ہیں۔

جھنڈا اترواتے وقت کچھ اس طرح کی رسومات بھی ادا کی جاتی ہیں:

جھنڈا اگر کسی پیر پر اتروانے کی منت مانی گئی ہوتی ہے تو وہیں جا کر بڑی خوشی اور دھام دھوم سے اپنے تمام رشتے داروں کے ساتھ آکر اس پیر کے فقیر سے اترواتے ہیں۔

کچھ ذاتوں والے بیٹے کی جھنڈ پانچویں ماہ اترواتے ہیں اور زیادہ تر وہ مسجد کے دروازے پر کسی نائی سے اترواتے ہیں اور شروعات اس بچے کے ماموں سے کی جاتی ہے اور جھنڈا اترنے کے بعد لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے، ڈول، گانے بجانے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

- بچے کے عزیز واقارب اور دوست واحباب کچھ نقد رقم دیتے ہیں جسے (مُبارکی) کہا جاتا ہے یہ اس نائی کو دی جاتی ہے۔
- کچھ ذاتوں والے بیٹے کی جھنڈ پانچ یا سات ماہ کے بعد اترواتے ہیں، لیکن بیٹی کی جھنڈ نہیں اترواتے۔
- جھنڈا اترواتے وقت بچے کا رخ قبلہ کی طرف کیا جاتا ہے۔

- جھنڈ کے بعد کچھ صدقہ بھی نکال دیا جاتا ہے اور بچے کی قمیص، کرتہ نائی کو دیا جاتا ہے۔
- کچھ قبیلے کے لوگوں میں یہ رواج بھی ہے کہ بچے کے ماں باپ اور نائی جھنڈ اتارنے تک روزہ رکھتے ہیں۔
- جھنڈ والے بچے کو گھر میں نہ اکیلا چھوڑا جاتا ہے اور نہ باہر نکالا جاتا ہے، رات کو تو بالکل بھی گھر سے باہر نہیں نکالا جاتا۔

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جھنڈ اتروانے کے لئے کسی بھی پیر پر بغیر منت اور جانور کے نہیں جانا چاہیے ورنہ بچے کو بہت نقصان ہوگا۔[30]

اس قسم کی رسومات کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ رسومات لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی ہیں۔

نام رکھنا:

سندھی معاشرے میں عام طور پر حمل ہو جانے (پیٹ میں بچہ ہو جانے) کے وقت سے ہی نام سوچ لیتے ہیں پھر چھٹھی کے دن باقاعدہ اس نام کی منظوری دی جاتی ہے۔

بچے کا نام سوچ سمجھ کر علماء کرام کے مشورے سے رکھنا چاہیے۔ نام شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اپنے بچوں کے اچھے نام رکھنے چاہیں کہ بروز قیامت یہ نام پکارے جائیں گے اور بچہ باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔

دراصل نام ایک ضرورت ہے جس سے آدمی کی پہچان ہوتی ہے۔ نام ہی سے آدمی کی تعریف وتوصیف ہوتی ہے اور مذمت وتحقیر ہوتی ہے۔ ہر بچے کی پہلی زینت اس کا نام ہے، اس ضرورت کی وجہ سے علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولاد چاہے بیٹا ہو یا بیٹی ہو اس کا نام اچھا رکھنا چاہیے کیونکہ یہی وہ نام ہے جس کے ذریعے آدمی کو پکارا جاتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

سندھی معاشرے میں اگر دیکھا جائے تو دیہاتی لوگ عموما عجیب عجیب نام رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض شرکیہ نام رکھتے ہیں جیسے، نبی بخش پیر بخش، رسول بخش، صنم، عبدالنبی عبدالرسول، قلندر بخش وغیرہ۔۔

کیڑوں مکوڑوں کے نام بھی رکھے جاتے ہیں جیسے، ماکوڑو، ٹنڈو وغیرہ۔

درختوں کے نام بھی رکھتے ہیں مثلاً گانڈیرو کرڑ، کنڈو، کھبڑ، انب، توت، صوف، اک، گل وغیرہ۔

مختلف ذائقوں کے نام بھی رکھتے ہیں جیسے، کوڑو، مٹھو، مصری، پتاشو وغیرہ۔

مختلف دنوں اور مہینوں کے نام بھی رکھتے ہیں جیسے، آچر، سومر، خمیسو، جمعو وغیرہ اور محرم، صفر، رجب، شعبان، رمضان وغیرہ، اوراب خصوصا اس وقت اکثر لوگ اپنے بیٹے اور بیٹیوں کے نام فلمی غیر مسلم اداکاروں اور ہیرووں کے نام سے رکھتے ہیں۔

ڈاؤن کاٹنا:

بچہ جب سولہ یا اٹھارہ ماہ کا ہوتا ہے تو چلنا شروع کرتا ہے۔ پہلے وہ آسانی سے چل نہیں سکتا اس کی ٹانگیں ٹکتی نہیں ہیں بلکہ پھنسی رہتی ہیں اور دھکے کھا کھا کر گرتا رہتا ہے، تو اس وقت ڈاؤں کی رسم ادا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اپنی کتاب "رسموں رواج ءِ سنوں سات" میں اس رسم کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"بچہ جب چلنا شروع کرتا ہے تو اس موقع پر کٹی بنا کر تقسیم کی جاتی ہے اور مٹھائی بھی رشتہ داروں میں تقسیم کی جاتی ہے، نیز روٹی کی "بسریاں" (مکھن اور گھی سے بنی ہوئی روٹیاں) کسی تھال میں رکھ کر اس بچے کو کھڑا کر کے اس کے پاؤں میں دھاگہ باندھ کر اس کا ماموں کسی چھرے سے وہ دھاگہ کاٹتا ہے اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہتا ہے "ڈاؤں کاٹوں" جس پر بچے کی ماں کہتی ہے "کاٹو"۔[31]

یہ رسم صرف بیٹے کی ادا کی جاتی ہے بیٹی کی نہیں۔اس رسم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ ٹھیک طریقے سے چلنا سیکھے اور اس کے لئے کوئی نحوست پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس کو کوئی نظر لگے۔

اس رسم کا اسلامی تعلیمات میں کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا یہ رسم سراسر ایک بدعت (دین میں نئی ایجاد کردہ چیز ہے)۔یہ ہندوانہ رسم ہے اس لیے اس رسم سے اجتناب کیا جائے اور صرف ایک خدا پر توکل و بھروسہ کیا جائے۔

رسمِ طہر (ختنہ):

طہر عربی زبان کا لفظ ہے، سندھی زبان میں اس کو "ختنہ" کہا جاتا ہے۔طہر لفظ کی معنی ہے پاکیزگی، اب یہ لفظ بگڑ کر طوہر استعمال ہونے لگا ہے۔

سندھی معاشرے میں ختنہ (طہر) کی رسومات کچھ اس طرح ہیں۔

بچے کا طہر اس کی پیدائش کے چھٹے دن کے بعد کرایا جاتا ہے لیکن عام طور پر لوگ اپنے بچوں کا طہر پانچ سال سے لے کر دس سال کی عمر کے درمیان تک کرادیتے ہیں۔

اکثر لوگ ختنے کے موقع پر اپنی برادری کو دعوت دیتے ہیں، کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں، کوئی غریب آدمی ہوتا ہے تو وہ بھی کھجور تقسیم کر کے یہ رسم پوری کرتا ہے۔آج کل تو اس رسم میں بڑی جدت آئی ہے کہ ختنے کے موقع پر باقاعدہ ایک ولیمہ کی دعوت کی جاتی ہے شادی کے ولیمے کی طرح، اس دعوت کے کارڈز بھی تقسیم کیے جاتے ہیں اور تمام رشتے داروں، دوستوں وغیرہ کو بلایا جاتا ہے اور کچھ لوگ تو ایسے موقع پر گانے بجانے کا انتظام بھی کرتے ہیں جس میں بہت زیادہ لہویات و لغویات ہوتی ہیں۔ولیمہ میں باقاعدہ مبارکی کے طور پر نقدی بھی لی جاتی ہے اور اگر کوئی ولیمہ میں شریک نہیں ہوتا تو اس سے تعلقات ختم بھی کر لیتے ہیں۔

اس زمانے میں اکثر لوگ اپنے چھوٹے بچوں کا طہر اپنے کسی قریبی رشتہ دار کی شادی کے موقع پر کرتے ہیں۔

بچے کے ختنے کے اخراجات ننہیال کو ہی بھگتنا پڑتے ہیں۔یہ رسم اب بھی خصوصا دیہاتوں میں مضبوط ہے، جس کی وجہ سے غریب لوگ قرضہ لیکر بھی اس رسم کو ادا کرتے ہیں۔

طہر کرانے والے بچے کو نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں اور اس کو ایک دلہن کی طرح سجا کر تیار کیا جاتا ہے۔

طہر کے وقت بچے کو سرخ لنگی باندھی جاتی ہے۔

طھر کرانے والے بچے کی دائیں کلائی میں "گانو" (موٹا دھاگا) باندھا جاتا ہے۔ اور کچھ قبیلے کے لوگ بچے کے دائیں پاؤں میں سات رنگوں کا گرہ لگا یا ہوا دھاگا بھی باندھتے ہیں۔

طھر والے دن بھائی کو بہن مہندی لگاتی ہے اس پر اسے پیسے بھی ملتے ہیں۔

شام کے وقت ختنے کو مناسب سمجھا جاتا ہے۔

جن، دیو اور غائبات کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بچے کو کپڑے پہنا کر ہاتھ میں چھری دی جاتی ہے۔

طھر کے بعد مردوں میں کوئی قریبی رشتہ دار مٹھائی تقسیم کرتا ہے اور عورتوں میں خاندان کی کوئی بڑی اور معزز خاتون مٹھائی تقسیم کرتی ہے۔

لوگ طھر کے وقت والدین کو جو نقد رقم دیتے ہیں اسے "مبُارکی" کہا جاتا ہے اور یہ گھور نائی کو دی جاتی ہے، نیز نائی کو بچے کے اُترے ہوئے کپڑے بھی دیئے جاتے ہیں۔

طھر والے بچے کو کپڑے پہنا کر گانے بجانے اور ڈھول کے ساتھ بڑی خوشی سے طھر والی جگہ پر لے جاتے ہیں، پھر حجم (نائی) کے سامنے مٹی کے پکے ہوئے برتن جسے "پاٹ" کہتے ہیں اس پر بٹھایا جاتا ہے، پھر رشتہ دار اس کے پاؤں کے نیچے کچھ نقد رقم رکھتے ہیں جو بعد میں نائی اپنا حق سمجھ کر اسے لے لیتا ہے، پھر بچے کے منہ میں مصری ڈالی جاتی ہے، اس کے بعد نائی ایک دعا کرتا ہے جس میں بسم اللہ اور کلمہ پڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منت کر کے طھر کرتا ہے اور پھر سب کو مبارک باد دیتا ہے۔[32]

آج کل ان رسومات کے ساتھ ساتھ اور بھی کچھ رسومات بڑھا کر اپنے آپ کو ان لغویات کے شکنجے میں جکڑا گیا ہے کہ تقریبا ہر آدمی خواہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو، دیندار ہو یا کوئی اور ہو سب اس بری رسموں کے گھیرے میں پھنستے جارہے ہیں جن سے ان کا نکلنا مشکل ہے۔

شریعتِ اسلامی میں ختنہ کروانا فطرت انسانی اور سنت انبیاء ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے:

"عن ابي هريرة عن النبي قال الفطرة خمس او خمس من الفطرة الختان، والاستحداد، وتقليم الاظفار، ونتف الابط، وقص الشارب "[33]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں 1-ختنہ کرنا 2-زیر ناف مونڈنا 3-مونچھیں کم کرنا 4-ناخن تراشنا 5-بغل کے بال اکھیڑنا)۔

ختنہ کرنا سنت ابراہیمی ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنا ختنہ کیا جب وہ ایک سو بیس سال کی عمر کے تھے۔

"ان ابراهيم عليه السلام اول من اختتن وهو ابن عشرين و ماة واختتن بالقدوم"[34]

ختنہ سنت ہے۔ بچے کا ختنہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس میں بچے کی صحت اور حالت کو دیکھ کر مناسب وقت تجویز کرنا چاہیے۔

بچے کے بالغ ہونے سے پہلے پہلے جب بچے میں تحمل کی طاقت ہو تو ختنہ کرا دینا چاہیے۔

بعض فقہاء نے ختنہ کرانے کا وقت سات سال اور بعض نے نو سال تجویز کیا ہے۔

"الختان قيل انه سنة، وهو صحيح" [35]

(ختنے کے لیے کہا گیا ہے کہ یہ سنت ہے)

حضوؐ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ان کی ولادت کے ساتویں دن تو طہر کرایا تھا۔

"عن جابر ان النبي ختن حسنا وحسينا لسبعة ايام- وقال البيهقي حديث جابر ،واخرج ايضا من طريق موسى بن علي عن ابيه ان ابراهيم عليه السلام ختن اسحاق وهو ابن سبعة ايام"[36]

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کا طہر ولادت کے ساتویں دن کرایا تھا۔اور بیہقی نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج کی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی حضرت اسحاقؑ کا ختنہ اس کی ولادت کے ساتویں دن کروایا تھا)۔

ختنے کے وقت جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے،وہ غیر ضروری رسومات ہیں جو کسی بھی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ تو لہذا ان غیر ضروری رسومات سے سے اجتناب کر کے اس کو آسان بنایا جائے اور اپنے معاشرے کے لوگوں کو ان مشکلات سے بچایا جائے جس میں کوئی فائدہ نہیں ہے سوائے نقصان کے۔

رسمِ سالگرہ:

اس کا انگریزی میں نام " برتھ ڈے " ہے۔ جس کا مطلب ہے یومِ پیدائش۔ سالگرہ در اصل عیسائیوں کی ایجا ہے کردہ ایک رسم ہے۔ عربی زبان میں اس کو "یوم المیلاد " کہا جاتا ہے اور ہندی میں " جنم دن "اور اردو میں " سالگرہ " کہا جاتا ہے۔

بت پرست قوموں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو تقریبا سات سال تک ہر سال اس دن یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کچھ نادیدہ طاقتیں یعنی "ارواح" چھوٹے بچے کی جان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں تو اس لئے ان لوگوں نے بچے کو اپنے حصار میں رکھنے کے لئے اس رسم سالگرہ کا آغاز کیا۔

یہ ایک ایسی رسم ہے جو تقریب کی شکل میں ادا کی جاتی ہے اور ہر سال بچے کی پیدائش والے دن پر لوگ خوشی کرتے ہیں اور اسے یادگار بنانے کے لیے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو دعوت دیکر ولیمہ کی طرح ایک پارٹی کی جاتی ہے جس میں سالگرہ کا کیک کاٹا جاتا ہے۔ کیک کاٹتے وقت سب لوگ "ہیپی برتھ ڈے " کے الفاظ کہتے ہیں جس سے وہ لوگ بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔اور کچھ لوگ تو بڑے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں اور ایسی محفلوں میں مرد اور عورت کا اختلاط ہوتا ہے، میوزک، گانا بجانا کا انتظام ہوتا ہے اور آخر میں بچے کو تحفے تحائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

یہ رسم پہلے زمانے میں تو اتنی عام نہ تھی البتہ کچھ شہروں کے پڑھے لکھے لوگوں میں موجود ہوتی تھی لیکن اب شہروں میں تو تقریبا ہر آدمی

"رسمِ سالگرہ" مناتا ہے، جبکہ دیہاتوں میں بھی یہ رسم بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

سالگرہ منانے کا شرعی طور پر کوئی ثبوت موجود نہیں بلکہ یہ دور حاضر کی گھڑی ہوئی اور انگریزوں کی ایجاد کردہ رسم ہے جس میں عموماطرح طرح کے خرافات شامل ہوتی ہیں۔

مثلا مخصوص لباس اور ٹوپیاں پہنی جاتی ہیں، سالگرہ کے کارڈ تقسیم کیے جاتے ہیں، رشتے داروں اور دوست احباب کو مدعو کیا جاتا ہے جو اپنے ساتھ بچے کے لیے تحفے تحائف لے کر آتے ہیں، خواتین و مرد حضرات محرم اور غیر محرم بلا تمیز کے ایک ہی ہال میں موجود ہوتے ہیں، موم بتیاں لگا کر ایک بڑا سا کیک کاٹا جاتا ہے، سالگرہ کے مخصوص گیت گائے جاتے ہیں، موسیقی کا بھی بڑا انتظام ہوتا ہے، تصویر کشی بھی کی جاتی ہے اور کیک کاٹتے وقت تالیوں کی گونج میں (Happy birthday) یعنی "سالگرہ مبارک ہو" کی آوازیں آتی ہیں اور تحفے تحائف کے ساتھ ساتھ پر تکلف کھانے پینے اور دیگر لوازمات کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

تو یہ مذکورہ چیزیں ایسی ہیں جو بہت سے ناجائز امور کا مجموعہ ہیں اور ان امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مروجہ طریقے سے سالگرہ منانا شرعاً جائز نہیں ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود بھی اس رسم سے بچیں اور اپنی اولاد، بچوں اور تمام رشتہ داروں کو بھی اس طرح کی رسومات سے بچانے کی کوشش کریں تاہم اگر کوئی خرافات اور شریعت کے خلاف کام نہ ہو تو فی نفسہ مباح ہے، لیکن اس طرح کی رسموں سے پھر بھی احتیاط کرنا افضل ہے کیونکہ یہ چیزیں غیر مسلم قوموں کی بنائی ہوئی ہیں اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سالگرہ یہ خوشی کا وقت نہیں بلکہ فکر کرنے کا وقت ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک سال گذر گیا اور ہم نے خدا کو کتنا راضی کیا اور کتنا ناراض کیا، تو انسان کو اس وقت اپنا احتساب کرنا چاہیے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ :

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله من تشبه بقوم فهو منهم"[37]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے جو شخص جس قوم سے مشابہت رکھے گا تو وہ ان میں سے ہو گا)۔

حوالہ جات:

[1] افریقی، ابن منظور، لسان العرب، بیروت، دار صادر، طبع اول، ج12، ص241

[2]ایضا

[3]ایضا

[4]ایضا

[5]فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ، طبع سوم، 1983ع، ص646

[6] گستاؤلی بان، ڈاکٹر، تمدن ہند، (مترجم) سید علی بلگرامی، لاہور، مقبول اکیڈمی، 1962، ص48-47

[7] بلوچ، نبی بخش خان ڈاکٹر، رسموں رواج ء سنوں سات، سندھی ادبی بورڈ، طبع چہارم، 2013، ص1

[8] رسموں رواج ء سنوں سات، ص26-25

[9] سورہ الحج: 62

[10] سورہ الاعراف: 197

[11] سورہ الشوریٰ: 49

[12] سورہ الحج: 73

[13] سورۃ النحل: 20

[14] ابن عابدین محمد امین، ردالمحتار، ج3، ص97، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی.

[15] رسموں رواج ء سنوں سات، ص9

[16] ایضا

[17] قادری، ابواحمد محمد انس، رسم ورواج کی شرعی حیثیت، مکتبہ اشاعت الاسلام لاہور، طبع سوم، 2017، ص161

[18] محمد کفایت اللہ، مفتی، کفایۃ المفتی، دارالاشاعت، کراچی، ج9، ص63

[19] ابوداود، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداود، ج2، ص355، کتاب الادب، باب فی المولود یوذن فی اذنہ، رقم: 5105، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[20] منصورپوری ، مفتی محمد سلمان ، کتاب المسائل، المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد، طبع اول، 2011، ج2، ص346

[21] التبریزی، محمد بن عبداللہ، الخطیب، مرقاۃ المفاتیح، ج8، ص81، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

[22] مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج1، ص172، کتاب الطھارۃ، باب حکم بول الطفل الرضیع وکیفیۃ غسلہ، رقم: 662، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[23] رسموں رواج ء سنوں سات، ص22-21

[24] التبریزی، محمد بن عبداللہ، الخطیب، مرقاۃ المفاتیح، ج8، ص74، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

[25] نسائی، احمد بن شعیب، ابوعبدالرحمٰن، امام، سنن نسائی، ج2، ص229، کتاب العقیقۃ عن الجاریۃ، رقم: 4216، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[26] ایضا

[27]ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، امام، جامع ترمذی، ج1، ص410، کتاب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود، رقم:1079، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[28]ابوداود، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداود، ج2، ص45، کتاب الضحایا، باب فی العقیقۃ، رقم:2834، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[29]گنگوہی، مفتی محمد حسن، فتاوی محمودیہ، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی، ج24، ص153-152

[30]رسموں رواج، سنوں سات، ص31

[31]ایضا

[32]ایضا

[33]مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج1، ص161، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، رقم:597، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[34]العسقلانی، احمد بن علی، ابن حجر، فتح الباری، ج11، ص104، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور، 1981

[35]لجنۃ علاماء اھل ہند، الفتاویٰ الھندیہ، ج5، ص357، دارالمعرفۃ، بیروت

[36]فتح الباری، ج11، ص420-21، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر،

[37]ابوداود، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداود، ج2، ص203، کتاب اللباس، رقم:4031، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

References

1 Afrika, Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Beirut, Dar Sadr, Vol. 12, p. 241
2 Ibid.
3 Ibid.
4 Ibid
5 Firoz-ud-Din, Maulvi, Feroz-ul-Laghat, Feroz Sons Limited, Vol. III, 1983, p. 646
6 Gustavli Ban, Doctor, Tamdan Hind, (translator) Syed Ali Bilgrami, Lahore, Maqbool Academy, 1962, pp. 48-47
7 Baloch, Nabi Bakhsh Khan Doctor, Customs Sannu Saat, Sindhi Literary Board, Volume IV, 2013, p. 1
8 Customs of The Sunnah, pp. 26-25
9 Surah Al-Hajj: 62
10 Surah Al-Araf: 197
11 Surah Al-Shura:49
12 Surah Al-Hajj: 73
13 Surah Al-Nahl: 20
14 Ibn Abidin Muhammad Amin, Radd al-Muhtar, vol. 3, p. 97, Karachi, H. M. Saeed Company.
15 Customs, Seven, p. 9
16 Ibid.
17Qadri, Abu Ahmad Muhammad Anas, Shari'ah status of customs and customs, Maktaba Prakashan-ul-Islam Lahore, Vol. III, 2017, p. 161

18 Muhammad Kifayatullah, Mufti, Kifayat al-Mufti, Dar-ul-Pasat, Karachi, vol. 9, p. 63
19Abu Dawud, Suleiman ibn Ash'ath, Imam, Sunan Abu Dawood, vol. 2, p. 355, Kitab al-Adab, Bab fi al-Mulud Yuzan fi Azna, Rs. 5105, Maktaba Rahmania, Lahore
20Mansur Puri , Mufti Muhammad Salman , Kitab-ul-Muqaddas, Al-Kendra-ul-Ilmi, Li'l-Nashr wal-Inquisition, Moradabad, Vol. 1, 2011, vol. 2, p. 346
21 Al-Tabrizi, Muhammad bin Abdullah, al-Khatib, Marqat al-Mafatih, vol. 8, p. 81, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut
22 Muslim, Abu al-Husayn Muslim ibn Hajjaj, Sahih Muslim, vol. 1, p. 172, Kitab al-Tahara, Bab Hukm Bol al-Tafil al-Razia wa'waqifiyyah Ghusla, No. 662, Maktaba Rahmania, Lahore
23 Customs of The Sunnah, pp. 22-21
24 Al-Tabrizi, Muhammad bin Abdullah, al-Khatib, Marqat al-Mafatih, vol. 8, p. 74, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut
25 Nasa'i, Ahmad b. Shu'ayb, Abu 'Abd al-Rahman, Imam, Sunan Al-Nasa'i, vol. 2, p. 229, Kitab al-'Aqeeqah an al-Jariyah, vol. 4216, Maktaba Rehmania, Lahore
26 Ibid.
27 Tirmidhi, Abu Isa, Muhammad bin Isa, Imam, Jami Tirmidhi, vol. 1, p. 410, Kitab al-Adhahi, Babal-Azaan fi Azan al-Mulud, Vol. 1079. Maktaba Rahmania, Lahore
28 Abu Dawood, Suleiman bin Ash'ath, Imam, Sunan Abu Dawood, Vol. 2, p. 45, Kitab al-Dhahaya, Bab fi al-'Aqiqah, Vol. 2834, Maktaba Rahmaniyya, Lahore
29 Gangohi, Mufti Muhammad Hasan, Fataawa Mahmoodia, Dar-ul-Ifta Jamia Farooqia Karachi, vol. 24, pp. 153-152
30 Customs, Seven, p. 31
31 Ibid.
32 Ibid.
33 Muslim, Abu al-Husayn Muslim ibn Hajjaj, Sahih Muslim, vol. 1, p. 161, Kitab al-Tahara, Bab Khasal al-Fitrah, Amount: 597, Maktaba Rahmania, Lahore
34 Al-Asqalani, Ahmad b. 'Ali, Ibn Hajar, Fath al-Bari, vol. 11, p. 104, Kitab al-Istizan, Bab al-Khotan after al-Kubra, Dar-ul-Nashr al-Kutub Al-Islamiyya, Lahore, 1981
35 Lajnah Allama Ahl-e-Hind, Al-Fataawa al-Handia, vol. 5, p. 357, Dar-ul-Ma'rifa, Beirut
36Fath al-Bari, vol. 11, pp.420-21, Kitab al-Istizan, Bab al-Khatan after al-Kubra,
37Abu Dawood, Suleiman ibn Ash'ath, Imam, Sunan Abu Dawood, vol. 2, p. 203, Kitab al-Bas, Vol. 4031, Maktaba Rahmaniyya, Lahore